امت کے لیے شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز سے قبل مسواک کا حکم دیتا (بخاری، مسلم)۔

ہر زمانے میں ، ہر جگہ ، اور تعداد اگر ایک ارب ہو تو ہر مسلمان کو پیلو کی ، یا لازماً درخت ہی کی لکڑی دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سنت پیلو کی لکڑی ، یا صرف درخت کی لکڑی سے دانت صاف کرنے ہی سے ادا ہوتو یہ ہر ایک کے بس میں نہیں ہو سکتا کہ وہ سنت کی پیروی کرے اور اس پر موعودہ اجر حاصل کرے۔ ایسا لازمی ہونا اصول تشریع کے بھی خلاف ہوتا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ مسواک کے لغوی معنی برش کے ہی ہیں۔

یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ستر پوشی کا حکم دیا گیا ، حضور ؐ نے اس کا اہتمام فرمایا ، اپنے زمانے میں رائج لباس اس مقصد کے لیے استعمال فرمائے ، مگر کسی خاص وضع قطع کے لباس کی صراحت نہ فرمائی۔ اب اس حکم کی تعمیل اور سنت کی ادائگی کے لیے تہمد ، چادر اور صافہ ہی ضروری نہ ہوں گے۔ آپ ؐ نے لباس کی جو علت بیان فرمائی ، یعنی ستر پوشی اور زینت ، وہ جس لباس سے پوری ہو ، بشرطیکہ وہ لباس شرعی حدود میں ہو ، اس سے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ آپ ؐ کے زمانے میں شلوار بازار میں آئی تو روایت کے مطابق آپ ؐ نے اسے پسند فرمایا اور کہا کہ یہ زیادہ ستر پوش اور پاکیزہ ہے۔

پیلو کے طبی فوائد تسلیم ، لیکن علت حکم حضور کی ہدایت ہے نہ کہ طبی فوائد ، اس لیے میری نظر میں مولانا گوہر رحمٰن صاحب کی رائے بالکل درست ہے۔ برش سے پیلو کے طبی فوائد نہ بھی حاصل ہوں مگر سنت ادا ہو جائے گی۔

مایوسی کا مرض

دعا کرنے اور بار بار کرنے کے باوجود بھی اگر حاجت پوری نہ ہو تو ... کیا دعا صرف مقرب بندوں کی سنی جاتی ہے ... پھر گناہگار بندہ کیا کرے ؟ جب بار بار پکارنے اور نہ صرف خود پکارنے بلکہ اپنی والدہ سے بھی انتہائی دل سوزی سے دعائیں کروائی جائیں اور پھر بھی رحمت خداوندی جوش میں نہ آئے تو پھر مایوسی کے علاوہ کیا راستہ رہ جاتا ہے۔ مایوسی کے سائے اس وقت اور بھی گہرے ہو جاتے ہیں جب اپنے وہ ساتھی بڑے مناصب پر نظر آتے ہیں جو بوڑھوں پر طنز کرتے تھے اور اساتذہ کا احترام نہ کرتے تھے۔ شاید حسد اور بغض بھی انھی محرومیوں اور مایوسیوں کا نتیجہ ہو جو ہر آن بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات تو آخرت میں ملنے والے انعام و اکرام کے وعدے بھی محض کہانیاں معلوم ہوتے ہیں اور یہ خیال انسان کے گناہوں میں مزید اضافے کا موجب بن جاتا ہے۔ ذرا روایتی انداز سے ہٹتے ہوئے بتایئے کہ ایسے میں ایک گناہگار بندہ کیا کرے ؟ سنا ہے کہ اسم اعظم نصیبوں کے لیے پارس کا حکم رکھتا ہے۔ کوئی اسم اعظم ہی بتا دیجیے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور آپ کو مایوسی کی کیفیات سے نکلنے کی توفیق دے۔ یہ زندگی تو امتحان گاہ ہے۔ نعمت ہو یا مصیبت 'کشادگی ہو یا تنگی ' ہر چیز اپنے تزکیے اور آخرت کمانے کا ذریعہ ہے۔ ان دینوی واردات کے ذریعے جو آخرت کمالے وہی خوش نصیب اور دولت مند ہے۔ جن لوگوں کو دنیاوی زندگی میں نعمتیں ملی ہوئی ہیں اور آپ ان پر رشک و حسد کر رہے ہیں' ان کی یہ نعمتیں ان کے لیے آپ کے مصائب سے بڑھ کر مصائب ہیں اگر وہ شکر نہ کریں۔ اگر یہ نہ ہوتا کہ سب ہی کافر ہو جائیں گے ' تو اللہ کافروں کے گھر ' فرنیچر سب سونے چاندی کے بنا دیتا (زخرف)۔ مشکل یہ ہے کہ امتحان آپ کا ہے' یسر و عسر میں شکر و صبر آپ کو کرنا ہے' اجر آپ کو ملنا ہے' اس لیے کام آپ ہی کو کرنا ہے۔ اپنی محنت ' اپنے ارادے اور سعی ' کے علاوہ نہ کوئی اسم اعظم ہے نہ پارس جو آپ کا کام کر دے۔ مگر علم و یقین اور ایمان کے سارے دروازے ' جو دراصل آپ کی مدد کر سکتے ہیں' آپ خود ہی بند کرتے چلے جا رہے ہیں: یہ بھی نہ کہیے یہ بھی نہ سمجھائیے' یہ میں جانتا ہوں' یہ میں بہت سن چکا ہوں۔ آپ خود اپنی مدد نہ کریں 'بلکہ اپنی خرابی کا سامان کریں' تو دوسرا آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہے۔ پھر مایوسی کا مرض تو کینسر کا حکم رکھتا ہے۔ آپ جان بوجھ کر امید کے سارے دروازے بند کر کے ' خود کو مزید مایوسی کے اندھیروں میں دھکیلتے جا رہے ہیں۔

اسم اعظم جو پارس کا کام کرے گا ایک ہی ہے: میرا رب اللہ ہے جو حی و قیوم ہے' وہ میرے ساتھ ہر وقت ہے اور میری راہ نمائی کرتا ہے اور کرے گا (اِنَّ ربی معی سیھدین)' اس کا وعدہ ہے کہ وہ میرے ساتھ رحم کا برتاؤ کرے گا اس لیے کہ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں (کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا)' اس کی نعمتیں مجھ پر روز اس طرح برس رہی ہیں کہ میں شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

آپ کے جسم کا ایک خلیہ بھی فاسد ہو جائے (malignant) ' پھر آپ دیکھیے آپ پر کیا گزرتی ہے۔ وہ آپ کو بلا مانگے ' بلا استحقاق ' ساری ناشکریوں اور مایوسیوں کے باوجود اتنا دے رہا ہے ' آپ دعا کے معاملے میں debit-credit کا لیجر کھولے بیٹھے ہیں۔ دعا تو اس سے قرب ' ہم کلامی اور حمد و احتیاج کے اظہار کا موقع ہے۔ کچھ نہ ملے تو بھی اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ان سطور سے آپ کو روشنی کی کرن نظر آئے گی۔

لاحاصل سوالات

یہ بات وجدانی طور پر میں محسوس کرتا ہوں کہ اس طرح کے سوالات کے جواب سے ہر انسان عاجز ہے۔ ہم اس کی ذات و صفات کا ادراک نہیں کر سکتے وہ خدا ہی کیا جو ہمارے درک میں آ